# معاصر اسلامی تحریکات کا نظامِ تربیت و تزکیہ

ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی

اسلامی تحریک اور دوسری تحریکات میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ معاصر تحریکات میں تربیت اور ٹریننگ' اس کے وسائل و ذرائع اور خطوط و نقوش کے تعین میں جواز اور عدم جواز کی بحث کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ ان کی نگاہ مقصد اور ہدف پر جمی رہتی ہے۔ اور تربیت اور وسائل تربیت کو ضمنی شے قرار دے کر ان کے لیے اخلاقی و غیر اخلاقی' جائز و ناجائز' قانونی و غیر قانونی اور مفید انسانیت و خلاف انسانیت تمام طریقوں' منہاجیات اور نظاموں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ مگر اسلامی تحریک کی نگاہ میں وسیلہ بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا ہدف۔ ذریعہ بھی اسی قدر پاکیزہ' اخلاقی' قانونی اور انسانیت نواز ہونا چاہیے جتنا نصب العین مقدس اور پاکیزہ ہے۔

اسلامی تحریک کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے کہ اس کا نظم بڑا ٹھوس اور اس کی منصوبہ بندی ہر طرح سے جامع اور مکمل ہو اور دوسری طرف اس کے کارکنوں کی اعلیٰ فکری و اخلاقی تربیت کی بھرپور ضمانت حاصل ہو۔ اگر یہ دونوں اوصاف موجود ہوں تو حالات کے تھپیڑے' شدائد و مظالم کے طوفان اور ترغیب و ترہیب کے تمام ہتھکنڈے اسے منزل سے دور نہیں کرسکتے بلکہ یہ تمام آزمایشیں اسے کندن کی طرح کھرا بنا دیتی ہیں اور کامیاب اور سرخ رو کر کے لیلیٰ منزل سے ہم آغوش کرتی ہیں۔ تحریک اسلامی پاکستان کے ایک اہم کارکن اور مایہ ناز عالم و داعی خلیل احمد حامدی (۱۹۲۹-۱۹۹۴) نے مضبوط نظم اور مستحکم منصوبہ بندی کی مثال اس ستھری مشینری سے دی ہے جو اپنی پوری طاقت کو بروئے کار لا کر اعلیٰ سے اعلیٰ مصنوعات تیار کر کے ناظرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ انھوں نے تربیت کو اس برقی رو کے مشابہ قرار دیا ہے جس کے بل بوتے پر مشینری اپنے یہ تمام معجزات دکھاتی ہے۔ (تحریک اور کارکن' ص ۳' اشاعت ۱۹۷۹)

الاخوان المسلمون مصر کے شیخ البہی الخولی نے داعیان دین کے لیے تین قسم کے عقلی' روحانی اور نفسی ذخائر کو لازمی قرار دیا ہے:

۱- حقیقت پسندانہ عقلیت (العقلیۃ الواقعیۃ) جو محض نظریاتی نہ ہو بلکہ عملی اور حسی ہو۔

۲- معاشرتی روحانیت (الروحية الاجتماعية)

۳- ایجابی فطرت جو سلبی نہ ہو بلکہ اقدام و عمل پر آمادہ رہتی ہو۔ (البہی الخولی' تذكرة الدعا' ترجمہ' عبیداللہ فہد فلاحی' ص ۶۸' طبع بیروت ۱۹۸۳)

فاضل مصنف نے معاشرتی روحانیت کی مثال برق آفریں مشین (dynamo) سے دی ہے جو جذبے کی قوت اور باطن کی طاقت کی بجلی پیدا کرتی ہے اور داعی کی فکری و نظری اور تحریری و تقریری صلاحیتوں اور عملی اقدامات کو مشین کے دوسرے آلات کے مماثل قرار دیا ہے جو اس لیے حرکت کرتے ہیں کہ ان جاری و ساری طاقتوں کو فکر و نظر' تحریر و تقریر اور کردار و عمل کے ذریعے سے واضح کر سکیں۔ اگر داعیان دین اس معاشرتی روحانیت سے خالی ہوں تو ان کی زندگی اس ڈائے نمو ہی سے خالی ہو جائے گی اور ان کا اندرون تباہ و ویران ہو جائے گا جس میں حرکت یا اشارہ کرنے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔ اور اس محرومی و بے مائیگی کے باوجود اگر وہ دعوت دین کے فریضے میں دلچسپی دکھا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہو گا کہ وہ انانیت پسند ہیں' زبردستی دعوت کا کام کر رہے ہیں حالانکہ دعوت الی اللہ کے مقصد سے انھیں لگاؤ نہیں ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ○ (الانفال ۸ : ۲۹)' "اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمھارے لیے فرقان بہم پہنچا دے گا اور تمھاری برائیوں کو تم سے دور کر دے گا اور تمھارے قصور معاف کر دے گا۔ اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے"۔ اس آیت میں فرقان کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب شیخ البہی الخولی نے الہام شدہ روح بیان کیا ہے جس کی تشبیہ انھوں نے ڈائے نمو سے دی ہے۔ (تذكرة الدعا' ص ۳۴۹-۳۵۰)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ معاصر اسلامی تحریکوں نے تربیت' تزکیہ اور معاشرتی روحانیت پر کافی زور دیا ہے اور انھوں نے اپنے اپنے حالات و ضروریات کے تحت اس کا جامع خاکہ اور فکری و عملی نظام بھی مرتب کیا ہے مگر تجربات و حوادث اس حقیقت کو واضح تر کرتے جا رہے ہیں کہ تربیت و تزکیہ سے ادنیٰ لاپرواہی' ناقابل تلافی نقصان کا سبب بن رہی ہے۔ عالم اسلام میں جاری اسلامی مزاحمت اور احیا کی مختلف تنظیمیں اور تحریکیں اس حقیقت کا مظہر ہیں کہ تربیت کے نقص نے عالمی تحریک اسلامی کو منزل سے دور کر دیا ہے اور مختلف ملکوں میں یہ تکلیف دہ منظر دیکھنے میں آ رہا ہے کہ۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ را ہم دور شد

خاکسار کی نظر میں یہ تربیت کے نقص ہی کا نتیجہ ہے کہ افغانستان میں روس جیسی عالمی طاقت کو

زبردست شکست دینے اور فتح مبین سے ہم کنار ہونے کے بعد وہاں کی اسلامی قوتیں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو گئیں اور پورا ملک ان کے باہم دست و گریباں ہونے کی وجہ سے کھنڈر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ تربیت کی کمی کے علاوہ اس المناک منظر کی کیا توجیہ کی جائے کہ اخوان المسلمون کے تصور اسلام سے متاثر ہو کر اور اس کے لٹریچر سے استفادہ کر کے ہی شکری احمد مصطفیٰ (۱۹۴۲-۱۹۷۸) نے جماعۃ المسلمین (جو مصری اخبارات میں جماعة التكفير والهجرة کے نام سے معروف ہوئی) کی بنیاد رکھی، موجودہ مسلم معاشرے کو جاہلی معاشرہ قرار دے کر وہاں سے ہجرت کر جانے کو واجب قرار دیا اور مخالفین کا قتل عام کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ مصری خفیہ ایجنسی کے ایجنٹ بن کر اس کے کارکنوں نے اخوانیوں کو بھی قتل کیا۔[۲] کیا یہ تربیت کا نقص نہ تھا کہ ترکی کے مرد مجاہد شیخ بدیع الزماں سعید نورسی (۱۸۷۰-۱۹۶۰) کے انتقال کے بعد ان کے پیروؤں نے ملی سلامت پارٹی اور اس کے رہنما پروفیسر نجم الدین اربکان کی مخالفت شروع کی، قومی انتخابات میں مذہب دشمن سیاسی جماعت جسٹس پارٹی کے حق میں ووٹ دیے، سلامت پارٹی کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے اس کے قائد کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے بیانات دیے اور اسے بدنام کرنے کے لیے تمام اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے۔[۳]

## تربیتی ادبیات

یہ بات باعث اطمینان ہے کہ اب عالم اسلام کی تمام تحریکوں نے پچھلے تجربات کی روشنی میں تربیت و تزکیے کے تمام پہلوؤں پر کافی توجہ دی ہے اور مربوط اور منظم حکمت عملی کے تحت اور نئے جوش و ولولے کے ساتھ تربیتی کارگاہیں منعقد ہو رہی ہیں، انفرادی تزکیے پر زور دیا جا رہا ہے، اور اجتماعی صالح قیادت بروئے کار لانے کے لیے منصوبہ بندی ہونے لگی ہے۔ عربی، اردو، انگریزی اور دوسری مقامی و بین الاقوامی زبانوں میں تربیتی کتب لکھی جا رہی ہیں۔ ایک زبان سے دوسری زبانوں میں تراجم کے سلسلے شروع ہو گئے ہیں اور اس وقت تزکیہ و تربیت کے موضوع پر کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر الاخوان المسلمون کی تربیتی ادبیات میں مندرجہ ذیل کتابیں بڑی اہم ہیں:

○ رسالة التعاليم، شیخ حسن البنا (ان رسائل کے رواں ترجمے مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی نے مجاہد کی اذان کے نام سے کیے ہیں) ○ تذكرة الدعاة، البہی الخولی، اردو ترجمہ: تحریک اور دعوت، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی ○ اصول الدعوة، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان (عراق) ○ جند الله ثقافةً و اخلاقاً، پروفیسر سعید حوی ○ فی آفاق التعاليم، پروفیسر سعید حوی، اردو ترجمہ: اخوان المسلمون: مقصد، مراحل، طریقہ کار، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی ○ مشكلات الدعوة والداعية، استاد فتحی یکن، اردو ترجمہ: تحریک اسلامی: مشکلات، مسائل، آزمایشیں، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی ○ فی ظلال الدعوة، سید قطبؒ ○ ثقافة الداعية،

ڈاکٹر یوسف القرضاوی، اردو ترجمہ: فکری تربیت کے اہم تقاضے اور دعوت دین کے علمی تقاضے، مترجم مولانا سلطان احمد اصلاحی ○ مدرسۃ حسن البنا، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، اردو ترجمہ: اخوان المسلمون کا تربیتی نظام، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی ○ خلق المسلم، شیخ محمد الغزالی، اردو ترجمہ: اسلامی کردار، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی ○ قبسات من الرسول، استاذ محمد قطب، اردو ترجمہ: روشنی کی لکیریں، مترجم ابو مسعود اظہر ندوی ○ دلیل التدریب القیادی، یہ اخوانی فکر کے علم بردار ڈاکٹر ہشام یحیٰی الطالب کی تصنیف ہے، انگریزی میں: Training Guide for Islamic Workers اور اردو میں: رہنمائے تربیت مترجم شاہ محی الحق فاروقی، شائع کردہ: عالمی ادارہ فکر اسلامی اسلام آباد ○ کیف ندعوا؟، عبدالبدیع صقر، اردو ترجمہ: ہم دعوت کا کام کیسے کریں؟ مترجم جاوید احسن فلاحی ○ کیف ندعوا الی الاسلام، فتحی یکن، ترجمہ: دعوت و تبلیغ کے رہنما اصول، مترجم ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی ○ مناہج التربیۃ الاسلامیۃ، محمد قطب، اردو ترجمہ: اسلام کا نظام تربیت، مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی ○ السیرۃ النبویۃ دروس و عبر، ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، اردو ترجمہ: سیرت نبویؐ عبرت و نصیحت کا لازوال خزانہ، مترجم مزمل حسین فلاحی ○ فقہ السیرۃ، شیخ محمد الغزالی۔ اس کا اردو ترجمہ خاکسار کے قلم سے زیر طبع ہے۔

پاکستان اور بھارت میں جماعت اسلامی نے تربیت و تزکیہ کے موضوع پر جو کتابیں تیار کی ہیں اور جن کا ارکان جماعت و کارکنان تحریک اسلامی کی زندگیوں پر گہرا اثر مرتب ہوا ہے، ان میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں کی زبان عام فہم اور اسلوب دل نشین ہے اور یہ زیادہ تر عملی تربیت سے بحث کرتی ہیں۔

○ تحریک اور کارکن، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، انتخاب و ترتیب: خلیل احمد حامدی۔ یہ دراصل ان تقریروں اور تحریروں کا مجموعہ ہے جو مختلف مواقع پر اور مختلف مراحل میں قائد تحریک نے کارکنوں اور ارکان کے سامنے کی تھیں۔ اس کا عربی میں ترجمہ: تذکرۃ دعاۃ الاسلام کے نام سے بیروت سے شائع ہوا اور پھر ترکی اور دیگر زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ ○ تعمیر سیرت کے لوازم، نعیم صدیقی ○ تزکیہ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی ○ اسلام آپ سے کیا چاہتا ہے، مولانا سید حامد علی ○ اپنی اصلاح آپ، نعیم صدیقی ○ اسلام - ایک نظام تربیت، مولانا انعام الرحمٰن خاں ○ تحریک اسلامی میں کارکنوں کے باہمی تعلقات، خرم مراد۔ ○ آداب زندگی، محمد یوسف اصلاحی ○ تزکیہ نفس اور ہم، مولانا محمد فاروق خاں ○ کلام نبوت، مولانا محمد فاروق خاں، دو جلدیں (احادیث کا انتخاب اور ان کی عام فہم تشریح) ○ زاد راہ، مولانا جلیل احسن ندوی (منتخب احادیث کی ترتیبی تفہیم) ○ نماز اور اس کے اذکار، مولانا سید حامد علی ○ چند تصویریں سیرت کے البم سے، خرم مراد ○ ہم تحریک اسلامی کے کارکن کیسے بنیں؟ مولانا سید جلال الدین عمری ○ اساس دین کی تعمیر، مولانا صدرالدین اصلاحی ○ انتخاب حدیث، مولانا

عبدالغفار حسن رحمانی (احادیث کی آسان توضیح) ○ راہ عمل، مولانا جلیل احسن ندوی (احادیث کا انتخاب اور ان کی موثر تشریح) ○ محسن انسانیت، نعیم صدیقی (سیرت رسولؐ کی انقلابی تفہیم) ○ سیرت طیبہ، ابو سلیم محمد عبدالحیؒ (عوام کے لیے سیرت رسولؐ کی آسان اور مختصر ترین کتاب)۔

## فرد- تربیت کا محور و مرکز

اسلامی تحریکات نے تربیت و تزکیے کا جو پروگرام بنایا اس میں فرد کو بنیادی اہمیت دی گئی کیونکہ اسلامی شریعت کا خطاب فرد سے سب سے پہلے ہے۔ جزا و سزا کا سارا فلسفہ فرد ہی کے گرد گھومتا ہے۔ احکام و قوانین فرد کو پہلے مخاطب بناتے ہیں، جواب دہی اور ذمہ داری ہر فرد پر بحیثیت فرد کے ہے۔ اور افراد کی اصلاح و تزکیہ ہی کے ذریعے صالح اجتماعیت وجود میں آسکتی ہے۔ اسی لیے مولانا مودودیؒ نے ۱۱ر نومبر ۱۹۵۱ کو جماعت اسلامی پاکستان کے اجتماع عام کراچی میں فرمایا تھا کہ:

> ہمارے پیش نظر ابتدا سے یہ حقیقت ہے کہ اسلامی نظام محض کاغذی، نقشوں اور زبانی دعووں کے بل پر قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کے قیام اور نفاذ کا سارا انحصار اس پر ہے کہ آیا اس کی پشت پر تعمیری صلاحیتیں اور صالح انفرادی سیرتیں موجود ہیں یا نہیں۔ کاغذی نقشوں کی خامی تو اللہ کی توفیق سے علم اور تجربہ ہر وقت رفع کر سکتا ہے لیکن صلاحیت اور صالحیت کا فقدان سرے سے کوئی عمارت اٹھا ہی نہیں سکتا اور اٹھا بھی لے تو سہار نہیں سکتا۔ (تحریک اور کارکن، ص ۱۱۰)

الجزائر میں اسلامی احیا اور مزاحمت کے بانی امام عبدالحمید بن بادیسؒ (۱۸۸۹-۱۹۴۰) نے اصلاح و تربیت پر اتنا زور دیا اور اپنی تمام سرگرمیوں میں اس پر اتنی توجہ صرف کی کہ ان کی تحریک جمعیۃ العلماء المسلمین (سن تاسیس ۵ر مئی ۱۹۳۱) کو خالص تربیتی و اصلاحی جمعیت سمجھ لیا گیا اور ملک کے سیاسی و سماجی اور معاشی مسائل سے آنکھیں بند رکھنے کا الزام اس پر عائد کیا گیا۔ الجزائر کی ۱۳۲ سالہ غلامی (۱۸۳۲-۱۹۶۲) اور فرانسیسی استبداد اور پورے ملک کے عربی و اسلامی تشخص کو ختم کر کے اس پر فرانسیسی تہذیب و ثقافت کو مسلط کرنے کی ظالمانہ مکروہ سازش کے باوصف امام، ملک کی نجات کے لیے جو طریق کار اختیار کرتے ہیں وہ اخلاقی اصلاح، عقائدی تطہیر اور تعمیر سیرت پر مرتکز ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> پختہ اور مکمل تربیت ہی صحیح عقیدے اور بلند اخلاق کی ضامن ہے۔ جزائری سوسائٹی کو فرانسیسی سامراج نے ذلت و پستی کے جس قعر مذلت میں گرا دیا ہے اسے تربیت کے ذریعے ہی دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ ہم دوسرے اسلامی ملکوں میں دیکھتے ہیں کہ مسلم معاشرے کے اندر حرارت و زندگی اور اسلامی روایات سے تعلق تربیت ہی کے ذریعے پیدا ہوا ہے۔[۴]

امام اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

نفس کی اصلاح صحیح عقائد اور بلند اخلاق ہی کے ذریعے ممکن ہے اور یہ دونوں چیزیں علم کی پایداری اور نیت کی درستی سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ جب دل کی اصلاح ہو جائے گی تو پورا جسم درست ہو جائے گا اور تمام اعضا و جوارح اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور سے انجام دینے لگیں گے لیکن اگر نفس عقیدہ، اخلاق، علم اور نیت کے اعتبار سے درست نہ ہو تو پورا جسم فاسد ہو جائے گا اور اعضا و جوارح غلط کام کرنے لگیں گے۔ نفس کی اصلاح ہی درحقیقت فرد کی اصلاح ہے اور فرد کی اصلاح معاشرے کی اصلاح ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو تمام شرعی احکام بالواسطہ اصلاح نفس پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق و صداقت، عدل و انصاف اور خیر و احسان کے جو احکام دیے ہیں ان سب کا مقصود نفس کی اصلاح ہے اور اسی طرح اللہ نے ظلم و زیادتی، فتنہ و شر اور کذب و بہتان سے جو روکا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ساری برائیاں نفس کو فساد کی طرف لے جاتی ہیں۔[۵]

اسی لیے علامہ انور الجندی نے شیخ ابن بادیس کی مساعی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے تبصرہ کیا کہ فوجی معرکہ آرائی سے الجزائری جیسی مفلس، بے تیغ و تفنگ اور پسماندہ قوم فرانسیسیوں کو شکست نہ دے سکتی تھی نہ اس ظالم سامراج کے مقابلے میں کوئی عسکری مزاحمت تادیر ٹک سکتی تھی۔ اس کے خلاف جہاد کا سب سے موثر طریقہ وہی تھا جو بن بادیس نے اختیار کیا تھا یعنی قوم کی اخلاقی و روحانی تربیت۔ (علامہ انور الجندی، الفکر والثقافة فی شمال افریقیا، ص ۵۴)۔

## اوصاف تربیت

جماعت اسلامی نے فرد کے اخلاقی و روحانی تزکیے کے لیے جو نظام ترتیب دیا اس میں متصوفانہ اصطلاحات سے اجتناب کرتے ہوئے عام فہم اور آسان الفاظ میں فرد کے اخلاقی اوصاف و محاسن سے بحث کی۔[۶] مولانا مودودیؒ نے اسلامی تحریک کے کارکنوں کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ انفرادی حیثیت میں مندرجہ ذیل چار اوصاف کے فرداً فرداً مالک ہوں:

۱۔ اسلام کا صحیح فہم، ۲۔ اسلام پر پختہ ایمان، ۳۔ قول و عمل میں مطابقت، ۴۔ دین بحیثیت مقصد۔

کارکنان تحریک کے اندر چند اوصاف کی من حیث الجماعت موجودگی ناگزیر ہے، وہ یہ ہیں:

۱۔ اخوت و محبت، ۲۔ باہمی مشاورت، ۳۔ نظم و ضبط، ۴۔ تنقید بغرض اصلاح۔

تکمیلی اوصاف جو اصلاح و تعمیر کے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری ہیں، مولانا مودودیؒ کے نزدیک حسب ذیل ہیں:

۱۔ تعلق باللہ اور خلوص، ۲۔ فکر آخرت، ۳۔ حسن سیرت، ۴۔ صبر و استقامت، ۵۔ حکمت۔

مولانا نے ان نقائص کی بھی نشان دہی کی ہے جن سے تحریک اسلامی کے کارکنوں کو مبرا ہونا لازم ہے۔

۱۔ کبر و غرور، ۲۔ نمود و نمایش، ۳۔ نیت کا کھوٹ۔

یہ وہ برائیاں ہیں جو ہر خیر اور بھلائی کی جڑ کاٹ دیتی ہیں۔ اس کے بعد مولانا مودودیؒ نے ان برائیوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو اساس و بنیاد کو تو نہیں ڈھاتیں مگر اپنی تاثیر کے لحاظ سے جلد یا بدیر تباہ کن ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ نفسانیت، ۲۔ مزاج کی بے اعتدالی، ۳۔ تنگ دلی، ۴۔ ضعف ارادہ۔ (تحریک اور کارکن، ص ۱۸۱-۲۲۴)۔

الاخوان المسلمون کے بانی شیخ حسن البنا شہید (۱۹۰۶ - ۱۹۴۹) تحریک اسلامی کی تشکیل و تاسیس سے پہلے طریقہ حصافیہ سے منسلک تھے اور اوراد و وظائف اور اذکار کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ وہ تصوف اور متصوفین سے بیزار ہونے کے بجائے ان کے قدرداں اور معترف تھے اور انھیں اسلامی نظام کی تنفیذ کی جدوجہد میں شریک کرنے کے لیے برابر کوشاں رہتے تھے۔ انھوں نے فرد کی اصلاح و تزکیے کے لیے جو نظام وضع کیا تھا اس پر تصوف کے اثرات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے بیعت کے دس ناگزیر اجزا پر زور دیا ہے جو دراصل اسلامی شخصیت کے عناصر ترکیبی ہیں۔

۱۔ فہم، ۲۔ اخلاص، ۳۔ عمل، ۴۔ جہاد، ۵۔ قربانی، ۶۔ اطاعت کیشی، ۷۔ ثابت قدمی، ۸۔ یکسوئی، ۹۔ بھائی چارہ، ۱۰۔ باہمی اعتماد۔ (پروفیسر سعید حوی، فی آفاق التعالیم، اردو ترجمہ: اخوان المسلمون، مقصد، مراحل، طریقہ کار، مترجم عبیداللہ فہد فلاحی)

ان دس ارکان بیعت کے بعد شیخ حسن البناؒ نے چالیس ایسے واجبات و فرائض بھی بتائے ہیں جو بیعت کے تقاضوں میں شامل ہیں:

۱۔ تلاوت قرآن، ۲۔ تدبر قرآن، ۳۔ مطالعہ تاریخ و سیرت، ۴۔ جسمانی صحت کا احترام، ۵۔ منشیات سے پرہیز حتیٰ کہ بیڑی، سگریٹ اور تمباکو نوشی سے بھی اجتناب، ۶۔ صفائی کا خیال، ۷۔ ہمیشہ سچ بولو، ۸۔ وفا کی پاسداری، ۹۔ شجاعت اور تحمل، ۱۰۔ باوقار بنو، ۱۱۔ باغیرت اور حساس بنو، ۱۲۔ عادل اور انصاف پرور بنو، ۱۳۔ خدمت خلق کو شعار بناؤ، ۱۴۔ نرم خو اور کریم النفس بنو، ۱۵۔ ٹھوس علم حاصل کرو، ۱۶۔ آزاد پیشہ اختیار کرو، ۱۷۔ سرکاری ملازمت کے پیچھے مت پڑو، ۱۸۔ اپنی ڈیوٹی خوش اسلوبی سے انجام دو، ۱۹۔ حقوق و فرائض میں چابک دست رہو، ۲۰۔ حرام کمائی سے دور رہو، ۲۱۔ سود کے قریب نہ جاؤ، ۲۲۔ بدیشی مال استعمال مت کرو، ۲۳۔ غریبوں کا خیال رکھو، ۲۴۔ آمدنی کا ایک حصہ بچاتے رہو، ۲۵۔ اسلامی اخلاق کا احیا کرو، ۲۶۔ غیر اسلامی عدالتوں کا بائیکاٹ کرو، ۲۷۔ رضائے الٰہی کو مقصود بناؤ، ۲۸۔ طہارت کا اہتمام کرو، ۲۹۔ نماز قائم کرو،

۳۰- روزہ و حج ادا کرو، ۳۱- جہاد کی تیاری کرو، ۳۲- اپنا احتساب کرو، ۳۳- نفس سے جہاد کرو، ۳۴- شراب سے اجتناب کرو، ۳۵- صحبت بد سے دور بھاگو، ۳۶- لہو و لعب سے جنگ کرو، ۳۷- باہم دوست بن جاؤ، ۳۸- اپنی فکر کے وفادار رہو، ۳۹- دعوت کو عام کرنے کی جدوجہد کرو، ۴۰- جماعت سے ہمیشہ وابستہ رہو۔ (ایضاً، ص ۲۴۵-۳۰۶)

## نظام تربیت

عالمی اسلامی تحریکوں نے اپنے اپنے حالات و ظروف اور ضروریات و مقتضیات کے مطابق فرد کی اصلاح و تربیت کا جو نظام مرتب کیا وہ قرآن و سنت کی مشترکہ بنیادوں اور حالات و عوامل کے مختلف تقاضوں پر قائم ہے۔ اسی لیے ان نظام ہائے تربیت میں یک گونہ اختلاف نظر آتا ہے اور یہ بالکل فطری ہے۔ شیخ عزالدین القسام (۱۸۷۱-۱۹۳۶) نے فلسطین میں ۱۹۲۵ میں تنظیم الجہادیہ قائم کی تاکہ فلسطین کو آزاد کرا سکیں۔ یہ عسکری تنظیم مندرجہ ذیل اصولوں پر قائم ہوئی تھی:

۱- ارکان کے انتخاب میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا جائے۔ چنانچہ شیخ قسام نے اپنے چند دوستوں کا برسوں مطالعہ کرنے کے بعد آزادی کا خفیہ نصب العین ان پر افشا کیا تھا۔

۲- مکمل راز داری کی پالیسی، یہاں تک کہ تنظیم کے اراکین کے حقیقی نام خفیہ رکھے جاتے تھے اور انھیں ان کے تحریکی ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ ارکان عرصہ تک ایک دوسرے کو شناخت نہیں کرپاتے تھے۔ یہ راز داری کی انتہا تھی۔

۳- نظریہ اختصاص کی مکمل رعایت۔ حسب صلاحیت افراد کو ذمہ داریاں سونپی جاتی تھیں۔ شیخ قسام نے اس مقصد کے لیے سات شعبے قائم کر رکھے تھے۔ **تنظیم مجاہدین**: ہتھیار چلانے کی مشق بہم پہنچانا اس شعبے کا کام تھا۔ **گوریلا تربیت ٹیم**: صیہونی سازشوں کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنا اور اس کا فوری تدارک کرنا اس شعبے کا کام تھا۔ **شعبہ مالیات**: چندہ کی وصولیاں اور ہتھیاروں کی خریداری اس کا کام تھا۔ **شعبہ ابلاغیات**: طلبہ، علما، اماموں اور تعلیم یافتہ طبقے کے اندر روح جہاد پھونکنا اس شعبے کی ذمہ داری تھی۔ **سیاسی شعبہ**: عالم عرب کی نامور شخصیات سے رابطہ قائم کرنا، عربوں کے درمیان اختلافات ختم کرانے کی کوشش کرنا اور دوسرے سیاسی مسائل نمٹانا اس شعبے کے فرائض میں شامل تھا۔ **شعبہ امور عامہ**: عوامی مظاہروں میں شرکت اور رفاہی کاموں میں دلچسپی اس کے فرائض میں شامل تھی۔ **شعبہ کفالت**: شہدا کے خاندانوں کی دیکھ بھال اور ان کے بچوں کی کفالت اس شعبے کی ذمہ داری تھی۔ (**القیادۃ فی العمل الاسلامی**، حوالہ بالا، ص ۱۰۲-۱۰۳)

۱۹۲۹ میں برطانوی فوج کی مدد سے یہودیوں نے مسجد اقصیٰ اور یروشلم پر غاصبانہ قبضے کی تدابیر اختیار کرنے کا عمل تیز تر کر دیا تو فلسطینیوں نے شدید مزاحمت کی۔ ایک ہفتے تک جھڑپیں ہوتی رہیں۔ چھ سو سے زائد شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ اس عوامی جہاد کا آغاز ہوتے ہی تحریک کے بعض افراد نے جن میں ابو ابراہیم کبیر (خلیل محمد عیسیٰ) پیش پیش تھے، مطالبہ شروع کر دیا کہ اب اعلان بغاوت کا وقت آگیا ہے۔ مگر شیخ عزالدین القسام نے کسی عاجلانہ اقدام کی سخت مخالفت کی اور اپنی منصوبہ بندی اور حکمت عملی پر ہی کاربند رہنے کا حکم دیا:

> ابھی اعلان بغاوت کا وقت نہیں آیا ہے۔ ابھی حالات کا باریکی سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اور جس کسی کو اس سے اختلاف ہے تو اس کا راستہ الگ ہے اور ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب تک حالات مکمل طور پر سازگار نہ ہو جائیں اس وقت تک بغاوت کا اعلان ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ (ایضاً، ص ۱۰۷)

چنانچہ کارکنوں کی جانب سے بار بار مطالبے اور اصرار کے باوجود ۱۹۳۳ سے پہلے اس طرح کے کسی عسکری اقدام کی اجازت نہ دی۔

پاکستان اور بھارت میں جماعت اسلامی نے فرد کی تربیت و تزکیے کا جو نظام ترتیب دیا، اس میں بنیادی اہمیت قرآن و حدیث کے براہ راست مطالعے کو حاصل رہی۔ مولانا مودودیؒ کی تفسیر تفہیم القرآن، مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تفسیر، تدبر قرآن اور سید قطبؒ کی تفسیر، فی ظلال القرآن کے اردو ترجمے نے کارکنوں کی تربیت پر زبردست اثرات مرتب کیے۔ ہفتہ وار درس قرآن، دعوتی اجتماع، حلقہ مطالعہ قرآن، ماہانہ تربیتی اجتماعات، احتسابی جائزے اور اجتماع ارکان نے تربیت و تزکیے اور تنقید و احتساب کے بھرپور مواقع فراہم کیے۔ سالانہ و ششماہی تربیت گاہوں، صوبائی اور مرکزی سطح کے ذمہ داران کے کیمپوں نے قائدانہ تربیت کے اصول سکھائے اور افہام و تفہیم، تنقید و احتساب، احترام فکر و نظر اور رواداری، باہمی مشاورت اور اجتماعیت کے آداب کی تعلیم دی۔

تربیت اور تہذیب نفس کے خارجی ذرائع میں جماعت اسلامی نے میدان عمل میں کارکنوں کی تربیت کو موثر قرار دیا۔ اس کا نظام تربیت خانقاہی نہیں بلکہ تحریکی ہے (سید اسعد گیلانی، تاریخ جماعت اسلامی، ۱۹۴۷ تا ۱۹۴۷، ص ۲۰۵)۔ وہ چند اوراد و وظائف کی تکرار یا ظاہری وضع قطع میں چند ترمیمات کو نظام تربیت میں جگہ نہیں دیتی بلکہ اصلاح معاشرہ کی جدوجہد کے لیے افراد تیار کرنے کا مقصد اس کے تربیتی نظام پر حاوی ہے۔ بگاڑ کے خلاف جدوجہد، مخالفین کی مخالفتیں برداشت کرنا، غلط فہمیوں کو رفع کرنا، زیادتیوں پر صبر کرنا، مزاحمتوں کو دور کرنا، الزامات کو برداشت کرنا، شبہات کا ازالہ کرنا، صبر اور نماز سے مدد لینا اور حکمت و تحمل کی خو پیدا کرنا، وہ اوصاف ہیں جو میدان عمل میں دعوت کا کام کرنے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ تبلیغی وفود کے

ذریعے منتخب علاقوں میں تبلیغ دین کرنا، کردار پر انگشت نمائی کے نتیجے میں احتساب نفس کرنا، خدمت خلق کے پروگراموں کے ذریعے ضبط نفس، انکسار و تواضع اور فروتنی کی صفات کو پروان چڑھانا، کارکنان دعوت اسلامی کی تعمیر سیرت کے موثر ذرائع ہیں۔

جماعت اسلامی نے معاشرے کو اپنے کارکنوں کی تعمیر سیرت اور تزکیہ نفس کے لیے بہترین تربیت گاہ قرار دیا (ایضاً، ص ۲۰۴)۔ جماعت نے تزکیے کا یہ طریقہ ایجاد کیا کہ دین کا کام کرتے ہوئے گالی تو کھائی جائے مگر کسی کو جواب میں گالی نہ دی جائے۔ جھوٹے الزامات لگیں تو جواب میں جھوٹا الزام نہ لگایا جائے۔ مفاد کا لالچ دیا جائے تو کارکن راہ حق پر ثابت قدم رہیں۔ نقصان ہو تو دل برداشتہ نہ ہوں۔ پھر ان تمام مواقع پر کھلم کھلا محاسبہ اور بے لاگ تنقید ہو تاکہ غلطیوں کی نشان دہی ممکن ہو سکے اور ان کی اصلاح کی جا سکے۔

بعض علما کرام اور مشائخ کی جانب سے جماعت اسلامی کے تربیتی نظام پر یہ اشکال وارد کیا گیا کہ اس میں انفرادی تعمیر و تکمیل پر زور نہیں ہے اور اسلام کے اجتماعی سیاسی نظام کے تصورات کے جلو میں تزکیے کا پہلو دب گیا ہے۔ اس کے جواب میں مولانا مودودیؒ نے وضاحت کی کہ جماعت اسلامی کے نزدیک اصل چیز فرد کی تکمیل ہی ہے۔ اجتماعی و سیاسی نظام بجائے خود مطلوب نہیں بلکہ فرد کی تکمیل میں معاون ہونے کی حیثیت سے ہی مطلوب ہے۔ پھر اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ جماعت کے مصنفین، مفکرین اور علما کی تحریروں میں بلاشبہ اسلام کے اجتماعی و عمرانی پہلوؤں پر زور پایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علما سلف نے عام طور سے اخلاق اور عبادات کے انفرادی پہلو ہی کو پیش کیا ہے اور اجتماعی اخلاقیات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ اس خلا کو جماعت اسلامی نے پر کیا۔ مغرب کے اجتماعی نظام اور فلسفے اپنے لٹریچر اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس قوت سے دنیا میں پھیلے کہ انفرادی حیثیت میں صحیح العقیدہ مسلمان بھی اس سے متاثر ہونے لگے۔ چنانچہ اکابرین جماعت نے دین کی خدمت کا فوری تقاضا یہی باور کیا کہ جس پہلو سے اسلامی ادبیات کافی مال دار ہے اس میں اضافہ کرنے کے بجائے اس پہلو پر توجہ دی جائے جس میں اسلاف کی عطیات میں تشنگی محسوس ہوتی ہے اور یہی بزرگان سلف کا طریقہ کار تھا کہ انھوں نے اپنے دور میں جس فتنے کی شدت زیادہ محسوس کی اور جس پہلو پر انھیں نقص یا خلا کا احساس ہوا اسی کے تدارک پر انھوں نے اپنا زور صرف کیا (صدق لکھنؤ، یکم ستمبر ۱۹۴۱، مضمون: مولانا مودودیؒ اور ان کے عقائد و خیالات کی صحیح تعبیر)۔

جماعت اسلامی کے قیام کو آج پچپن برسوں سے زیادہ مدت گزر چکی ہے۔ اس دوران اسلام کے تمام پہلوؤں پر عظیم الشان لٹریچر تیار کیا گیا اور اس لٹریچر کے دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ یہ خدمات دور جدید کی تمام اسلامی تحریکوں پر فائق اور برتر ہیں اور اس پہلو سے جماعت اسلامی نہایت منفرد اور ممتاز نظر آتی ہے۔ مگر آج بھی انفرادی تربیت اور تزکیے کا پہلو اس کے نظام تربیت میں کسی قدر دھندلا نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس تبصرے میں زیادہ وزن محسوس نہ کیا جائے کیونکہ آزمائشوں میں اسی نظام تربیت سے فارغ

التفصیل کارکنان بڑی حد تک سرخرو پائے گئے اور ارکان و کارکنان کی ایک بڑی تعداد ثابت قدم اور مستقل مزاج ثابت ہوئی۔ ثبوت میں جماعت اسلامی مشرقی پاکستان کے کارکنوں کی قربانیوں کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ انھی تربیت گاہوں سے تیار ہو کر نکلے تھے۔ اسی لٹریچر نے ان کو نشہ شہادت سے سرشار کیا تھا۔ "البدر" نے جو عہد وفا نبھایا اور جان دے کر بھی اسلام و ایمان کی جو لاج رکھی اس پر جماعت اسلامی بجا طور پر یہ کہہ سکتی ہے کہ:

بہ مشتاقاں حدیث خواجہ بدر و حنین آورد　　تصرف ہائے پنہانش بچشم آشکار آمد
دگر شاخ خلیل از خون ما نمناک می گردد　　بہ بازار محبت نقد ما کامل عیار آمد

(غزوات بدر و حنین کے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات عاشقوں تک پہنچی۔ حضورؐ کے باطنی کمالات نظر میں صاف ظاہر ہو گئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے نخل کی شاخ ہمارے لہو سے پھر سرسبز و شاداب ہو گئی اور بازار محبت میں ہماری پونجی بالکل کھری ثابت ہوئی)۔ (کلیات اقبال، ص ۲۲۵)

سلیم منصور خالد کی مشہور کتاب البدر کے مطابق --- محمد عبدالمالک شہید جنھیں اسلامی نظام تعلیم کے نفاذ کے حق میں مہم چلانے پر دن دہاڑے گولی مار دی گئی۔ مصطفیٰ شوکت عمران شہیدؒ جس کے ساتھ سید الشہدا حضرت حمزہؓ کا معاملہ روا رکھا گیا۔ محمد الیاسؒ جس کو ٹرک کے پیچھے باندھا گیا اور پھر ٹرک کو پوری رفتار سے چلا دیا گیا یہاں تک کہ روح پرواز کر گئی۔ عطاء الرحمٰن شہید جس کی ایک ایک انگلی ہتھوڑے سے توڑی گئی، ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، چہرے کو نوچا گیا۔ عبدالحق بیوپاری شہیدؒ جس کے بازوؤں اور گلے کو رسی سے جکڑا گیا یہاں تک کہ آنکھوں میں خون جم گیا۔ محمد مجیب الرحمٰن شہیدؒ جس کی ناک اور کان کاٹے گئے، پھر گلے میں رسی ڈال کر شہر میں گھمایا گیا، پھر دونوں بازو کاٹ دیے گئے۔ عبدالوہاب شہیدؒ، معین الدین شہیدؒ، عبدالباطن شہیدؒ اور محمد یونس شہیدؒ جن کو ہاتھ پاؤں باندھ کر ندی میں ڈبو دیا گیا۔ مصطفیٰ کمال شہیدؒ جس کی انگلیاں کاٹی گئیں، دونوں بازو کاٹے گئے، ظالموں نے اس کا لہو اپنے چہرے پر ملا، قہقہے لگائے اور پھر سینے پر رائفل رکھ کر لبلبی دبا دی گئی۔ ابوالحسین شہیدؒ جس کا گوشت ہڈیوں سے چھیل کر اس طرح الگ کر دیا گیا جس طرح قصاب جانوروں کا کرتا ہے۔ محمد علی شہیدؒ جس کو بجلی کے کھمبے کے ساتھ باندھ کر ایک ایک عضو کاٹا گیا۔ پھر نعش کو سربازار کھمبے کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔ یہ تو چند نام ہیں، ورنہ ہر فرد ایسی ہی دشوار گھاٹی سے گزارا گیا۔ نہ معلوم کتنے اور ایسے تھے جن کے اعضا کاٹے گئے، گوشت نوچا گیا، درختوں سے لٹکایا گیا، پانی میں ڈبویا گیا، زندہ گڑھوں میں دفن کیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن　　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(خاک و خون میں لوٹنے کی کیسی اچھی رسم انھوں نے ڈالی۔ خدا ان نیک سرشت عاشقوں پر رحمت کرے)۔

اور ان میں ہر ایک عزیمت و عظمت کی ایسی تصویر کہ دیکھنے والے اپنی انگلیاں کاٹ لیں، محو حیرت ہو

جائیں۔ ہر ظلم و ستم کے باوجود اپنی جگہ پہاڑ کی طرح قائم و ثابت ع

ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر

اور تسلیمِ جاں کا انداز بھی نرالا۔ موت کے گھاٹ اتارے گئے تو مسرور و شاداں تھے۔ چہرے ایسے چمک رہے تھے کہ جیسے دولہا کا چہرہ۔ ضاحکۃ مستبشرۃ (عبس ۸۰:۳۹)۔

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

(جاری)

---

## حواشی و تعلیقات

۱۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ صاحب نے ترجمہ کیا ہے "اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں فیصلہ"۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ خدا تمھارے اور مخالفوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ دوسرا مفہوم انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حق تعالیٰ تمھارے دل میں ایک نور ڈال دے گا جس سے تم ذوقاً و وجداناً حق و باطل اور نیک و بد کا فیصلہ کر سکو گے۔ (القرآن الکریم و ترجمہ معانیہ و تفسیرہ الی اللغۃ الاردیۃ، اشاعت ۱۹۸۹، ص ۲۳۹)۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے فرقان کا ترجمہ کسوٹی سے کیا ہے جو کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کو نمایاں کرتی ہے۔ یعنی اللہ تمھارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے قدم قدم پر تمھیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کون سا رویہ صحیح ہے اور کون سا غلط۔ (ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۸۲، ص ۴۷۵)۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ فرقان اس چیز کو کہتے ہیں جو حق و باطل کے درمیان امتیاز کر دے۔ یہ امتیاز پیدا کرنے والی شے داخلی بھی ہو سکتی ہے خارجی بھی، علمی اور عقلی بھی ہو سکتی ہے اور عملی اور واقعاتی بھی۔ (تدبر قرآن، جلد سوم، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۸۶، ص ۴۶۵-۴۶۶)۔ علامہ یوسف علی نے فرقان کا ترجمہ (criterion) سے کیا ہے۔

The Holy Quran, Text Translation and Commentary, Amana Corp. U.S.A. 1983, p 422

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World جلد ۳، مقالہ بر التکفیر والھجرۃ، ص ۱۷۹-۱۸۰، نیز جلد ۳، مقالہ بر مصطفیٰ شکری، ص ۲۱۱

۳۔ القیادۃ فی العمل الاسلامی، مصطفیٰ محمد طحان، اردو ترجمہ: محمد سمیع اختر، عالمی تحریکات اسلامی کی چند انقلابی شخصیات، ہلال پبلی کیشنز، سنگاپور، ۱۹۸۸، ص ۲۳۵-۲۵۱۔

۴۔ ترکی رابح عمارہ، الشیخ عبدالحمید بن بادیس، رائد الاصلاح والتربیہ فی الجزائر، ص ۲۴۰۔

۵۔ تفسیر ابن بادیس، بحوالہ القیادۃ فی العمل الاسلامی، مصطفیٰ محمد طحان، حوالہ بالا، ص ۱۳۹-۱۴۰۔

۶۔ مولانا سید احمد قادریؒ نے تصوف اسلامی پر باضابطہ کتاب تصنیف کی اور اس کی مروجہ اصطلاحات کی قرآن و سنت اور صوفیانہ ادبیات کی روشنی میں تشریح و توضیح کی مگر مولانا مودودیؒ ہمیشہ تصوف اور اصطلاحات و مسائلِ تصوف سے کنارہ کش رہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ تو تصوف سے اتنے بیزار اور متنفر تھے کہ عشق کی اصطلاح سے انھیں ایک طرح کی آوارگی کی بو آتی تھی۔